حج ،اتحاد اسلامی کا علمبردار

پروفیسر غلام یحییٰ انجم

دنیا میں جتنے مذاہب پائے جاتے ہیں خواہ وہ آسمانی ہوں یا زمینی سب کا زندگی بسر کرنے کا مقصد ایک ایسا طریقہ ہے جس سے اس کا معبود اس سے راضی رہے اور وہ مذہب دکھ درد، آرام وخوشی ، زندگی اور موت ہر مرحلہ میں وہ بندہ کی رہنمائی کرتا رہے۔ بعض مذاہب کلی طور پر اپنی ذمّہ داری بندہ کے ساتھ نبھاتے ہیں اور بعض مذاہب میں بسا اوقات وہ رہنما ہدایات نہیں ملتیں۔ اس وقت برصغیر میں جو مشہور مذاہب پائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں ۔

اسلام ۔ہندوازم ،عیسائیت ، یہودیت ،سکھ مت ،جین مت بدھ مت وغیرہ وغیرہ

ان تمام مذاہب میں عبادات ومعاملات سے متعلق ضرور واضح احکامات ہوں گے لیکن اسلام جس طرح زندگی کے ہر ہر پہلو کی واضح طور پر بندگان حق کی رہنمائی کرتا ہے اس کی نظیر کسی اور دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی ۔ اس لئے ہماری گفتگو کا محور اس وقت اسلام اور اس کا نظام عبادت ہوگا۔

اسلام کے جو پانچ بنیادی ارکان ہیں ان میں سے ایک کا تعلق ایمان اور باقی چار کا تعلق عمل وعبادات سے ہے۔ نمبر ایک پر کلمۂ شہادت یعنی ایمان کو اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہی عبادت بارگاہ رب العزت میں قابل قبول ہوگی جو ایمان کے ساتھ ادا کی جائے گی۔اس سے وہ تمام عبادتیں خارج ہو جائیں گی جو غیر مسلم بغیر ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور بسا اوقات مسلمانوں کو دکھانے کے لئے رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔

اسلام میں عبادت کے تعلق سے جو چار ارکان ہیں ان میں اولیت نماز کو حاصل ہے اس لئے اس عبادت کی ادائیگی میں نہ تو زیادہ وقت لگتا ہے اور نہ ہی اس میں مال کا خرچ ہے۔ اس لئے شب وروز میں پانچ وقت کی ادائیگی ہر بندہ پر لازم قرار دی گئی ہے ۔روزہ بدنی عبادت ضرور ہے مگر مشکل ہے اس لئے کہ اس کے ایام بدلتے رہتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پورے سال میں صرف ایک بار ایک ماہ کے روزے فرض قرار دئے ہیں۔ زکوۃ بھی سال میں صرف ایک بار ہی

فرض ہے مگر سب پر نہیں صرف ان لوگوں پر جو مالک نصاب ہیں اور اس مال پر فرض ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور اس پر حالان حول ہو چکا ہو۔ حالان حول اور مالک نصاب کی تشریح کتب فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں بندگان حق کی محنت بھی صرف ہوتی ہے اور ان کی حلال کی کمائی کا مال بھی خرچ ہوتا ہے اس لئے اس عبادت کو کئی قیود وشرایط کے ساتھ بندہ پر اللہ تعالیٰ نے سال میں صرف ایک بار فرض کیا ہے۔ اور واضح لفظوں میں یہ حکم صادر فرمادیا ہے " حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً" یعنی جس بندہ میں بدنی اور مالی ہر اعتبار سے خانۂ خدا تک جانے اور آنے کی سکت ہو اسی شخص پر یہ عبادت فرض ہے اور وہی اس کی ادائیگی کے بارے میں سوچے ۔ اس استطاعت میں مالی طاقت اور بدنی قوت دونوں شامل ہے ۔ چنانچہ دیکھا یہ گیا ہے جو اس کی شرطوں پر مکمل طور پر پورا نہیں اترتے حالانکہ ان کا شمار کاملان وقت میں ہوتا تھا مگر وہ اس سعادت سے محروم رہے ۔

اسلام کی تمام عبادتوں میں اجتماعیت اور اتحاد کی جلوہ گری قدم قدم پر نمایاں نظر آتی ہے نماز و روزہ ہو یا حج وزکوٰۃ سب میں یہی فلسفہ ہے تمام بندے ایک ساتھ مل کر رب کے حضور اپنی نیازمندی کا نذرانہ پیش کریں ۔ جب موذن "حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح" کی صدا بلند کرتا ہے تو خدا کے تمام بندے بغیر کسی مسلک او رنظریہ کا لحاظ کرتے ہوئے خدا کے حضور عبادتوں کا گلدستہ لے کر حاضر ہو جاتے ہیں اور ایک ساتھ مل کر اس طرح رب کی عبادت میں منہمک ہو جاتے ہیں بقول شاعر:

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

پوری دنیا میں یہ عمل کچھ وقتوں کے فرق کے ساتھ منایا جاتا ہے یہ فرق نظام شمسی اور نظام قمری کی وجہ سے ہوتا ہے اگر یہ نظام درمیان میں حائل نہ ہو تو پوری دنیا کے لوگ ایک ساتھ خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں ۔ یہ تو عام نمازوں کا حال ہے نماز جمعہ کو اس سلسلہ میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ باقی نمازوں کی اجازت تو مسجد کے علاوہ گھروں میں بھی ادا کرنے کی گنجائش رکھی گئی تھی مگر جمعہ کی نماز انفرادی طور پر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ قرآن کریم کا یہ اعلان" اذا نودی للصّلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع"[1] اس پر دال ہے۔ یعنی جب نماز کے لئے صدا بلند کی

جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف بھاگو اور خرید وفروخت بند کردو'' اسی وجہ سے عام نمازیوں سے زیادہ جمعہ کی نماز میں بندگان حق کی بھیڑ بڑھ جاتی ہے اور وہ لوگ بھی اس نماز میں شریک ہوجاتے ہیں جو نماز پنجگانہ کے پابند نہیں ہیں۔ مگر اس سے زیادہ اتحاد اسلامی کا نمونہ ہمیں عید وبقرعید کی نمازوں میں دیکھنے کو ملتا ہے جب پورا عالم اسلام بچوں سے لے کر جوانوں اور جوانوں سے لے کر بوڑھوں تک سبھی لوگ ایک ساتھ مل کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے ہیں اور ایسے موقعوں سے پوری دنیا کے مسلمان اتحاد اسلامی کے عملی پیکر بن جاتے ہیں اس سے غیر مسلموں کی نظر میں جو اسلام کی شان وشوکت نمایاں ہوتی ہے وہ قابل دید ہے۔

یہ ساری عبادتیں علاقائی، مقامی، ضلعی اور صوبائی اور ملکی پیمانے پر بیان کی گئیں لیکن اسلام میں ایک ایسی عبادت بھی ہے جسے حج کے نام سے جانا جاتا ہے اس کی ادائیگی صرف اور صرف مقام عرفات میں ایک مخصوص جگہ سے دوسری مخصوص جگہ کے درمیان تمام عالم کے حجاج کرام کے اکٹھا ہونے سے ہوتی ہے وہاں گوروں کو کالوں پر، امیروں کو غریبوں پر، بڑوں کو چھوٹوں پر، عربی کو عجمی پر ایرانی کو افغانی پر سعودی کو عراقی پر کسی قسم کی کوئی ترجیح نہیں ہوتی ہے۔ شیعہ سنی اور دیو بندی، وہابی الغرض مسلکی اعتبار سے جتنے بھی فرقے بنام اسلام دنیا میں پائے جاتے ہیں سبھی اس مخصوص جگہ جمع ہوتے ہیں اور متحد ہوکر اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں اور اپنے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کی سنت تازہ کرتے ہیں کیونکہ کتب تفاسیر کے مطابق یہی وہ سرزمین ہے جہاں دنیائے ارضی پر پہلی بار حضرت آدم علیہ السلا م اور سیدہ حضرت حوا کی ملاقات ہوئی یہ مقام تعارف اور ملاقات کے سبب عرفات کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت آدم وحوا علیہم السلام کی ملاقات پہلی بار اسی پہاڑ پر ہوئی تھی اور دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا تھا۔ اسی مناسب سے اس پہاڑ کو عرفات کہا جاتا ہے تمام مسلمانان عالم بھی یہاں جمع ہوکر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور رب کے حضور اپنی آرزوں اور خوہشات کا گلدستہ پیش کرتے ہیں۔

میدان عرفات مزدلفہ سے تین میل منیٰ سے چھ میل اور مکہ مکرمہ سے نو میل کے فاصلہ پر پھیلا ہوا ہے۔ میدان عرفات مصدر انوار وبرکات ہے، مہبط تجلیات خداوندی ہے، یہ وسیع ریگستانی میدان ہے جہاں لاکھوں حجاج کرام ۹/ ذو الحجہ کو صبح سے مغرب تک بحالت احرام قیام کرتے ہیں اور اسی قیام (وقوف) کا نام ہی حج ہے۔ صدیوں سے یہ میدان لق ودق رہا مگر کچھ نیک بندوں کی کوشش

سے آج یہ میدان حد نگاہ تک ہرے بھرے میدان میں تبدیل ہو چکا ہے، نیم کے سرسبز درخت حاجیوں کے سروں پر چھتریاں بن کر اپنے ایک دن کے مہمانوں پر سایہ فگن ہوتے ہیں۔اور لاکھوں لوگ اپنے رب سے دعا واستغفار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

اتحاد اسلامی کا یہ نمونہ حج کے علاوہ دنیا میں کہیں نہیں ملتا اور نہ ہی کسی مذہب میں ایسی کوئی پابندی اور حکم ہے کہ سب عبادت کے لئے کہیں ایک مقام پر جمع ہوں۔ہندوستان میں ہندوؤں کا سب سے بڑا مذہبی تیوہار کمبھ کا میلہ ہے۔اس مذہبی میلہ میں اتنی بڑی تعداد نہیں ہوتی، جتنی کہ حج میں ہوتی ہے۔مگر حج میں دنیا کے تقریباً تمام ممالک کی نمائندگی ہوتی ہے اور ایک ساتھ مل کر جب وحدت اسلامی کا نعرہ لبّیک اللّٰھم لبّیک، لبّیک لا شریک لک لبّیک بلند کرتے ہیں تو آسمان کے فرشتے بھی ان بندگان حق کی اتحادی عظمت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہتے ہوں گے۔

یہ بات صرف جسمانی اتحاد تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ لوگ لباس اور رہن سہن کے معاملے میں متحد ہوتے ہیں۔ حالت احرام میں تمام دنیا بھر کے حجاج بغیر سلے کپڑے یعنی ایک لنگی ایک چادر میں ملبوس ہوتے ہیں اس حالت میں دنیا بھر کی وہ تمام عورتیں جو فریضۂ حج کی ادائیگی میں مصروف ہوتی ہیں ان تمام کا چہرہ کھلا اور سب کے سر ڈھکے ہوتے ہیں ایسی یکسانیت اور ہم آہنگی دنیا میں اور کہیں دیکھنے کو نہیں ملتی عبادت کے نام پر اجتماعات اور دنیا میں بہت ہوتے ہیں لیکن حج کا اجتماع کئی حیثیتوں سے منفرد ہوتا ہے۔ظاہری اتحاد کے ساتھ لوگوں کے ذہنوں میں بھی کسی قدر یکسانیت پائی جاتی ہے اس وقت ہر کوئی اپنے رب سے اپنے مغفرت کا خواستگار ہوتا ہے۔امیر ہوں یا غریب حاکم یا محکوم، پیر ہو یا مرید استاد ہو یا شاگرد نکوکار ہوں یا بدکار بس سب لوگوں کی ایک ہی دھن ہوتی ہے اور سب کے دل ودماغ میں آیت ربانی کا یہی نغمہ گونجتا ہے۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار[۲]

اس مقدس سرزمین پر بنام عبادت حجاج کرام جو کچھ کرتے ہیں سب اس میں شریک ہوتے ہیں۔طواف وسعی۔قربانی و رمئی جمرات ان تمام عبادتوں میں تقدم وتاخر تو ممکن ہے وگر وقوف عرفہ میں ایک ہی وقت میں سب کو وہاں حاضر رہنا ہے یہ ایسا اتحاد ہے جو ہمیں سوائے قیامت کے اور شاید ہی کہیں میسر ہو اسی وجہ سے ہمارے بعض علماء نے اس اجتماع کو قیامت کے اجتماع کے مشابہ قرار دیا ہے۔ جہاں اولین وآخرین سب جمع ہوں گے، نیکوکار وبدکار سب کا اجتماع ہوگا اور سب نفسی

نفسی کے عالم میں ہوں گے، سب کے بدن پر ایک ہی لباس ہوگا اور وہ لباس بغیر سلا ہوا سفید کپڑا ہوگا جس طرح حالت احرام میں حجاج کرام کے بدن پر بغیر سلا ہوا سفید کپڑا ہوتا ہے۔ گھر والے اسی طرح نمناک آنکھوں سے حاجی کو اس کے گھر سے رخصت کرتے ہیں جس طرح ایک مردہ کو نمناک آنکھوں سے قبر لے جایا جاتا ہے، گھر سے حجاج کرام کو رخصت کرنے والوں کی بھیڑ ضرور ہوتی ہے مگر ایک منزل آنے کے بعد سب اپنے گھروں کو رخصت ہو جاتے ہیں۔ صرف وہی آگے بڑھتا ہے جس کے ہاتھوں میں پروانۂ حج ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح ایک مردہ کو گھر سے قبر تک پہنچانے والوں کی ایک بھیڑ ہوتی ہے مگر قبر میں وہی تنہا جاتا ہے جس کے پاس موت کا پروانہ ہوتا ہے، باقی لوگ سپرد خاک کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس آجاتے ہیں۔ اس حاجی کے بدن پر وہی لباس ہوتا ہے جو ایک مردہ کے بدن پر ہوتا ہے جس طرح تمام حجاج کرام ایک مخصوص تاریخ اور مخصوص دن میں میدان عرفات میں سب اکٹھا ہوتے ہیں اور سب میں اضطرابی کیفیت ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح ایک مخصوص دن میدان محشر میں سارے مردے بھی اکٹھا ہوں گے اور سب پر نفسی نفسی کا عالم طاری ہوگا۔ اس طرح میدان عرفات کی حاضری اور حجاج کرام کا اس سرزمین پر اجتماع اور مسلمانان عالم کا اتحاد مکمل طور ہمیں میدان محشر کے اجتماع کی یاد دلاتا ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ گویا حاجی کو فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح ایک نومولود گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے اسی طرح ایک حاجی کی زندگی بھی قبولیت حج کے بعد گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ [۳]

اس اتحاد کی سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ دوسرے اجتماعات میں اچھائیوں کے ساتھ ساتھ برائیوں کا بھی گذر ہو جاتا ہے، اور کیسے کیسے مخرب اخلاق واقعات پیش آتے ہیں جسے سن کر کلیجہ منھ کو آجاتا ہے مگر حج کے عالمی اجتماع میں سفر پر نکلنے سے لیکر واپسی تک ایک حاجی کے اوپر لازم ہوتا ہے کہ فحش گوئی اور ناجائز کاموں سے مکمل پرہیز رکھے اور اس طرح کی گندی باتوں کا دل میں تصور بھی نہ لائے چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے، اگر کسی وجہ سے ایک حاجی کو دوسرے حاجی سے تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں میں انتقامی جذبہ بالکل نہیں ہوتا ہے سب صمٌّ بکمٌ کی عملی تصویر بن جاتے ہیں۔ اور فرمان قرآن کے مطابق قالوا سلاماً کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔

اس عالمی اتحاد پر نظر دوڑائیے دنیا کے مختلف گوشوں سے چل کر لوگ ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں۔اپنے دل میں اس نقشہ کو تصور کیجئے ادھر مشرق سے اُدھر جنوب سے ادھر مغرب سے اور اُدھر شمال سے ان گنت قوموں اور بے شمار ملکوں کے لوگ ہزاروں راستوں سے مختلف سواریوں کے ذریعہ ایک مرکز کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں، سب کی رنگت جدا گانہ ہے، سب کی زبان مختلف ہے، سب کی تہذیبیں الگ الگ ہیں، مگر سب لوگ اپنے میقات پہنچتے ہی اپنا قومی لباس اتار کر اس لباس میں ملبوس ہو جاتے ہیں جسے ہم احرام کہتے ہیں اور ہر ملک کے باشندوں کا یہی ایک لباس ہوتا ہے گویا کہ یہ احرام حج کا ایک یونیفارم ہے جس میں عربی، عجمی اور ایرانی وافغانی کی کوئی تمیز نہیں ہوتی یونیفارم پہنتے ہی سب کی باہمی تفریق ختم ہو جاتی ہے۔ بحمد اللہ یہ حج منجانب اللہ ایک ایسی نعمت ہے جس کا دوسرے مذاہب میں کہیں کوئی تصور نہیں۔سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

> ''دنیا بھر کی قوموں سے نکلے ہوئے لوگوں کا ایک مرکز پر اجتماع اور وہ بھی ایسی یک دلی و یک جہتی کے ساتھ، ایسی ہم آہنگی کے ساتھ، ایسے پاک جذبات، پاک مقاصد اور پاک اعمال کے ساتھ، حقیقت میں اتنی بڑی نعمت ہے جو آدم کی اولاد کو اسلام کے سوا کسی نے نہیں دی''۔ [۴]

اس اجتماع میں خالص للّٰہیت شامل ہوتی ہے ورنہ صورت حال یہ ہے کہ دنیا کے سر براہان مل کر پانچ لاکھ افراد کو دور دراز مقام پر ایک جگہ نہیں جمع کر سکتے خواہ اس کے لئے وہ کتنے ہی مال ودولت کیوں نہ خرچ کر ڈالیں۔ یہ تو صرف حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً کا اثر ہے، دنیا کا مسلمان ان ایام میں جہاں کہیں ہوتا ہے بری وبحری دونوں راستوں سے کھنچا چلا آتا ہے، جبکہ اس اجتماع میں آنے والا اپنی آمد اور اس کے تمام اخراجات کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔

اس فریضہ حج کے ذریعہ عالم اسلام میں ایک بڑا پیغام یہ بھی جاتا ہے کہ اس عبادت کے ذریعہ تمام بندگان حق کو خدا کے ایک مرکز پر زندگی میں ایک ہی بار سہی جمع ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اور تمام لوگوں میں خدا پرستی کے ذریعہ اتحاد اور الفت ومحبت کا ولولہ پیدا ہوتا ہے اور اس سے امن ومساوات کا درس پوری دنیا میں جاتا ہے جو اور کہیں دیکھنے کو نہیں ملتا۔تمام دنیا کے مسلمان خواہ امیر ہوں یا غریب ایک ہی لباس میں اور ایک ہی طرح کی عبادت میں ایک زمانہ تک مکہ مکرمہ کی سرزمین پر مصروف رہتے ہیں اس عبادت میں اگر ایک طرف امراء کا غرور چکنا چور ہوتا ہے تو دوسری طرف

غرباء میں کچھ کرنے کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ حج کے ایام میں ایک عام انسان بھی فرشتہ صفت بن جاتا ہے جو ہر وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ اس حج میں ایک خاص بات یہ بھی ہوتی ہے کہ عام انسانوں کے علاوہ اس موقع سے فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے جیسے اولیاء اللہ ابدال واقطاب،اوتاد وافراد بھی حاضر ہوتے ہیں جن سے بندگان حق کو ان نفوس قدسیہ سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کا نہ صرف موقع ملتا ہے بلکہ ایسے لوگوں کی صحبت سے عام لوگوں کے دل کی دنیا بھی بدل جاتی ہے۔مختصر یہ کہ حج، اللہ تعالیٰ کی مخصوص عبادت کے علاوہ اس میں بیشمار فائدے ہیں جس میں اتحاد اسلامی کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

حج کے بیشمار فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان اجتماعات میں اتحاد کے علاوہ عالمی مسائل پر غور وخوض ہونا چاہئے اس اتحاد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانان عالم کو چاہئے ان امور پر بھی توجہ دیں جن سے دنیا کا مسلمان دو چار ہے مگر ہمارے قائدین اس پر توجہ نہیں دیتے۔ بلاشبہ ہم اس موقع سے اسلام دشمن طاقتوں کو اپنی اتحادی قوت سے باور کراسکتے ہیں مگر اس پہلو سے مسلمان کبھی نہیں سوچتا۔ اگر اس طرح کی سوچ ایسے عالمی اجتماعات میں مسلمانوں میں پیدا ہو تو اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کی اس اتحادی قوت سے ضرور لرزہ بر اندام ہوں گی۔ کاش ہمیں سمجھ حاصل ہو،اس امر پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے امام خمینیؒ لکھتے ہیں:

> باعث افسوس ہے کہ ان سے غفلت برتی جاتی ہے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں لیکن ان سے نتیجہ حاصل نہیں کیا جاتا مسلمان مکہ مکرمہ اور دیگر مقامات مقدسہ پر جمع ہوتے ہیں لیکن اس طرح سے کہ ایک دوسرے سے اجنبی اور بیگانہ ہوتے ہیں۔مختلف شہروں میں اجتماعات منعقد ہوتے ہیں نماز جمعہ کے اجتماعات ،نماز عید کے اجتماعات لیکن اس طرح سے کہ گویا لوگوں میں باہم کسی بات پر کوئی وحدت وہم آہنگی نہ ہو اسلام نے لوگوں کو ان اجتماعات کی دعوت بڑے مقاصد کے لئے دی ہے اسلام کے پیش نظر ان اجتماعات کے بڑے بلند مقاصد ہیں ۔ ۵

ہمیں چاہئے کہ کہ اس اتحادی قوت سے فائد اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کے مسائل کا حل سوچیں اور اسلام کے مقدس اہداف ، شریعت مطہرہ کے بلند مقاصد مسلمانوں کی ترقی وارتقاء اور

اسلامی معاشرہ کے اتحاد وہم آہنگی کے لئے کوشش کریں اسلامی اقوام کی مشکلات خود ہر ملک کے رہنے والوں کی زبانی سن کر ان کے حل کے لئے رائے عامہ حاصل کریں اور اس تعلق سے کسی بھی اقدام سے دریغ نہ کریں ۔جہاں ہر معاملات میں تمامی حجاج کرام یک لباس۔احرام، یک زبان۔ نعرۂ لبیک، اور یک ارمان۔ ”ربّنا آتنا فی الدّنیا حسنة و فی الآخرة حسنة“ کا اظہار کرتے ہیں وہیں امت مسلمہ کے مسائل کے تعلق سے بھی ہم میں اتحاد ہونا چاہیئے ۔ملت کے قائدین کو اس پہلو پر بھی سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے ۔

حوالے:

۱۔سورۂ جمعہ،آیت ۹

۲۔سورۂ بقرۃ، آیت ۲۰۱

۳۔سورۂ بقرہ،آیت ۱۵۸

۴۔ ابو الاعلیٰ مودودی، حقیقت حج

۵۔امام خمینیؒ ، حج اجتماعی اور سیاسی عبادت، ص ۷۸